تحریک آزادی ہند میں
علمائے اہلسنت کا کردار

تحریر: علامہ شہزاد قادری ترابی

طالب دعا المدینہ لائبریری ٹیم

تحریک آزادی ہند

میں

علمائے اہلسنت کا کردار

تحریر:

علامہ شہزاد قادری ترابی صاحب

(دامت برکاتہم العالیہ)

خطبات ترابی صفحہ192 تا 206

طالب دعا:

المدینہ لائبریری ٹیم

تحریک آزادی ہند میں علمائے اہلسنت کا کردار

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِیْمِ وَ بَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمِ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشَّاهِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

حمد وصلوٰۃ کے بعد قرآن مجید فرقان حمید سورۂ والضحیٰ کی آخری آیت تلاوت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رب تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے حق کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم تمام مسلمانوں کو حق کو سن کر حق کو قبول کرنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ انہی نعمتوں میں سے ایک نعمت آزادی ہے۔ یہ ایک ایسی نعمت ہے جسے حاصل کرنے کے لئے قربانیاں دینی پڑتی ہیں مگر جب یہ نعمت نصیب ہوتی ہے تو پورے خطے میں بہار آجاتی ہے۔

آج ہم ''آزادی ہند'' کا ذکر کریں گے جسے حاصل کرنے کے لئے ہمارے علماء، مشائخ، قائدین اور عوام اہلسنت نے بھرپور قربانیاں دیں۔ گوری چمڑی والے کو ہند سے نکالنے کے لئے ہمارے اکابرین نے بڑی کوششیں کیں۔ وہ کسی صورت اپنے مشن سے پیچھے نہ ہٹے حتیٰ کہ اپنی جانوں تک کے نذرانے پیش کردیئے۔

میں آپ کو حضرت سلطان ٹیپو علیہ الرحمہ کے دور میں لے جاتا ہوں اور اصل تاریخ آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں تاکہ ان کی قربانیاں اجاگر ہوں۔

☆ حضرت سلطان ٹیپو شہید علیہ الرحمہ

حضرت سلطان ٹیپو کی پیدائش 13 صفر 1168ھ بمطابق 31 دسمبر 1751ء میں بنگلور سے تقریباً 22 میل دور ایک قصبے دیون ہلی میں ہوئی۔ آپ کا اصل نام فتح علی ہے۔ آپ کے والد کا نام حیدر علی ہے۔ ان کے والد مشہور بزرگ ٹیپو مستان ولی کی عقیدت میں آپ کے نام میں ٹیپو سلطان کا اضافہ کیا۔

والد نے آپ کی تعلیم و تربیت کا اعلیٰ انتظام کیا۔ آپ کو قرآن، حدیث، فقہ، عربی، فارسی، فرانسیسی، انگریزی اور مقامی زبان کی تعلیم دی۔ آپ نے جس دور میں ہوش سنبھالا، برصغیر پاک و ہند کی عظیم اسلامی مملکت سیاسی خلفشار کا شکار تھی۔ اورنگزیب عالمگیر کے وصال کے بعد جگہ جگہ خودمختار ریاستیں وجود میں آچکی تھیں۔ اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر انگریز ایسٹ انڈیا کمپنی کے بھیس میں جال بچھا چکے تھے۔ 1774ء میں بنگال سے اودھ تک انگریزوں کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔

انگریز حیدر علی کی بڑھتی ہوئی طاقت سے خائف تھے۔ انگریزوں اور حیدر علی کے مابین پہلی جنگ کا آغاز 1780ء میں ہوا۔ 20 محرم 1197ھ بمطابق 1782ء کو سلطان ٹیپو کی تخت نشینی عمل میں آئی۔ سلطان نے انگریزوں کو ناکوں چنے چبوا دیئے۔

انگریز کی توسیع پسندی کی راہ میں اگر کوئی موثر قوت حائل تھی، تو وہ سلطان کی ریاست میسور تھی۔

بالآخر 3 مئی 1799ء آپ کے وفادار افسر سید عبدالغفار کو انگریز نے شہید کر دیا جس کے بعد سلطان خود میدان میں آئے۔ میر صادق کو انگریز نے خرید کر سلطان پر حملہ کر دیا۔ آپ مردانہ وار لڑتے رہے، یہاں تک کہ جام شہادت نوش فرمایا۔

آپ کا یہ تاریخی جملہ کتابوں میں موجود ہے: شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ

زندگی سے بہتر ہے۔

امیر کاروان جنگ آزادی، بطل حریت، مجاہد ملت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ (حنفی ماتریدی چشتی)

1212ھ بمطابق 1797ء میں اپنے آبائی وطن خیر البلاد خیر آباد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد علامہ فضل امام خیر آبادی علماء عصر میں ممتاز اور علوم عقلیہ کے اعلیٰ درجہ پر سرفراز تھے۔

آپ نے تمام علوم اپنے والد سے حاصل کئے۔ آپ نے تیرہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تکمیل کی۔ چار ماہ اور کچھ دن میں حفظ کیا۔

آپ نے آزادی کا سب سے پہلے سنگ بنیاد رکھا۔ آپ دہلی تشریف لے آئے۔ بہادر شاہ ظفر سے بھی آپ کی ملاقات ثابت ہے۔ آپ نے جب یہ دیکھا کہ انگریز ہمارے ذہنوں پر چھا جائے گا، مسلمانوں کی نسل کشی کرے گا، ہمارے مذہبی تشخص کو تباہ و برباد کردے گا، آپ نے دہلی میں بیٹھ کر 1857ء میں انگریز کے خلاف سب سے پہلے جہاد کا فتویٰ دیا جس پر مفتی صدر الدین خان، مولوی عبد القادر، قاضی فیض اللہ، مولانا فیض اللہ، علامہ فیض احمد بدایونی، وزیر خان اکبر آبادی، سید مبارک حسین رامپوری نے دستخط کئے۔ بس فتویٰ جاری ہونے کی دیر تھی کہ جذبہ جہاد کی ایک لہر مسلمانوں میں دوڑ گئی، گلی گلی، محلہ محلہ، قریہ قریہ، بستی بستی، شہر شہر جو قتال ہوا، انگریز حکومت کی چولہیں ہل گئیں۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ انگریز بڑا مکار ہے۔ اس نے اپنی تدبیریں لڑا کر لوگوں کو خرید خرید کر اس تحریک کو بظاہر کچل دیا۔

اس وقت بریلی شریف میں مجاہدین کا جو کیمپ تھا، اس میں مجاہدین کی تربیت کرنے والے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ کے والد مفتی نقی علی خان اور اعلیٰ حضرت کے دادا علامہ رضا علی خان تھے اور علامہ رضا علی، جنرل بخت خان کے خصوصی معاون تھے۔

علامہ فضل حق علی گڑھ تشریف لے گئے وہاں مجاہدین کی مدد کرتے رہے۔ ملکہ وکٹوریہ نے یہ اعلان کردیا کہ جتنے باغی ہیں، ہم نے سب کو معاف کردیا۔ پس یہ اعلان ہونا تھا، علامہ خیر آبادی پہنچ گئے۔ مخبری کے ذریعہ آپ کو گرفتار کرلیا گیا اور دہلی یا لکھنؤ میں مقدمہ چلا۔ گواہی دینے والے نے پہچاننے سے انکار کردیا۔ جج چاہتا تھا کہ آپ کی رہائی کا کوئی بہانہ بن جائے۔

کارروائی سے پہلے جج نے کہا کہ آپ کٹہرے میں صرف اتنا کہہ دیجئے گا کہ میں نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ نہیں دیا۔ میں آپ کو رہا کروادوں گا۔ اب جج مطمئن ہوکر اپنی نشست پر بیٹھ گیا کہ اب مولانا انکار کردیں گے۔ چنانچہ جیسے ہی کارروائی کا آغاز ہوا۔ جج نے آپ سے پوچھا تو آپ نے گرج دار لہجہ میں کہا۔ ہاں میں ہی وہ فضل حق خیرآبادی ہوں جنہوں نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا تھا۔

آپ کو عمر قید سنائی گئی، جزائر انڈمان بھیج دیا۔ آپ کے دونوں صاحبزادے علامہ عبدالحق، علامہ شمس الحق آپ کی رہائی کی کوشش میں لگے رہے۔ یہاں تک کہ 1861ء صفر کے مہینے میں ساڑھے تین چار برس کے بعد جج نے علامہ کی رہائی کا حکم جاری کیا۔

آپ کے صاحبزادے علامہ شمس الحق نے رہائی کا آرڈر لے کر جزائر انڈمان کا سفر کیا۔ خدا کا کرنا دیکھئے کہ جب علامہ شمس الحق جزائر انڈمان پہنچے اور خوش تھے کہ آج والد کی رہائی ہوجائے گی، مگر جیسے ہی وہ جزائر انڈمان پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جنازہ تیار ہے۔ لوگ جنازہ پڑھنے کے لئے تیار ہیں۔ پوچھا یہ جنازہ کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا تحریک

آزادی کے ہیرو علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ آج صبح وصال فرماگئے۔ علامہ شمس الحق نے والد کے جنازہ میں شرکت کی۔ وہیں آپ کا مزار ہے۔ یوں کہیے کہ علامہ وہ مردمجاہد ہیں کہ اللہ نے ان کے اخلاص کا بدلہ یہ دیا کہ انگریز کے آزاد کرنے سے پہلے اپنے بندے کو آزاد کردیا تاکہ انگریز کی آزادی کا دھبہ ان پر نہ لگے اور انگریز کے آزاد کرنے سے پہلے آزاد کردیا۔

☆ دوقومی نظریہ کیا ہے؟

پاکستان بنانے کا بنیادی مقصد ''دوقومی نظریہ کا احیاء'' پاک وہند کی تاریخ میں خاص طور پر دو ایسے ادوار آئے جب اس تصور کے احیاء کی کوشش کی گئی۔ یہ اس وقت ہوا جب اسلام کے شعائر ونشانات کو مٹانے کی بھرپور کوشش کی گئی۔

پہلی مرتبہ دسویں صدی ہجری میں اکبر بادشاہ کے عہد میں یہ کوشش کی گئی کہ شعائر اسلام کو مٹایا جائے۔

1۔ اکبر کے محل میں کوئی داخل ہوتا تو سجدہ کرتا۔

2۔ گائے کی قربانی پر پابندی لگادی گئی۔

3۔ کئی مساجدوں کو شہید کردیا گیا۔

4۔ تمام مذاہب میں شادیاں کی جانے لگیں۔

5۔ شرعی احکامات کے مطابق فیصلے نہ ہونے لگے۔

اس وقت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ نے اکبر بادشاہ کے سامنے دوقومی نظریہ پیش کیا۔

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

آپ علیہ الرحمہ فوراً دلی تشریف لے آئے اور اکبر کے لئے ننگی تلوار بن کر جلوہ گر ہوئے۔ اس کے بعد اکبر کے مقربین کو بلا کر کہا۔

اکبر! اللہ اور اس کے رسول کا باغی ہوگیا ہے۔ میری طرف سے اس کو کہہ دو کہ اس کی بادشاہی، اس کی طاقت، اس کی فوج، اس کی ہر ہر شے نیست و نابود ہو جائے گی۔ وہ توبہ کر کے اللہ و رسول کا فرمانبردار ہو جائے، ورنہ اللہ کے غضب کا انتظار کرے۔

☆ دوسرا دور وہ ہے جب چودھویں صدی ہجری کے نصف اول میں مسٹر گاندھی نے شعائرِ اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی بھرپور سازشیں کیں۔

1۔ مسٹر گاندھی کی ایماء پر ترک گاؤ کشی کی تحریک چلی تاکہ بزورِ قوت اسلامی شعائر چھڑوا کر مذہبی اور فکری طور پر انہیں مرغوب و مفلوج کر دیا جائے۔

2۔ تحریک ترک حیوانات چلائی تاکہ سارے مسلمان قصاب اپنی روزی سے محروم ہو جائیں۔

3۔ تحریک کھدر چلائی تاکہ ڈھاکہ، ٹھٹھہ، بنارس وغیرہ کے نفیس کپڑا بُننے والے مسلمان پارچہ ساز بے روزگار ہو جائیں۔

4۔ پھر تحریک ہجرت چلائی تاکہ مسلمان اپنی جائیدادیں اور زمینیں بیچ کر ملک سے چلے جائیں اور سارا مال ہندوؤں کے ہاتھ آجائے۔ اس تحریک سے سندھ کے مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا۔ پہلے ہی کون سی جائیدادیں و زمینیں ان کے پاس تھیں جو کچھ تھا، وہ اس بہانے سے لے لیا گیا۔

5۔ پھر تحریک ترک موالات چلائی تاکہ مسلمان سرکاری ملازمتوں اور سرکاری اعزازات سے محروم ہو جائیں اور انگریزوں کی نگاہ میں آجائیں۔

6۔تحریک شدھی سنگھٹن چلائی، مسلمانوں کو بالجبر مرتد بنایا گیا۔ان کی تہذیب وتمدن کو پامال کرنے کی کوشش کی گئی۔

انہی حالات واقعات کی وجہ سے دوقومی نظریہ کا خیال ہمارے بزرگوں کے ذہن میں ابھرا۔

☆ 1897ء میں امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ اپنی جوانی کے عالم میں تھے، جب دیکھا کہ ہندو مسلمان ایک ہوتے جا رہے ہیں۔نکاح،شادی بیاہ ہو رہے ہیں۔آپ نے اپنا دینی فریضہ انجام دیتے ہوئے پٹنہ میں سنی کانفرنس کرنے کے بعد دوقومی نظریہ سب سے پہلے پیش کیا۔

میرے عزیز مسلمانو! ہندو الگ قوم ہے اور مسلمان الگ قوم ہے۔حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ **الکفر ملۃ واحدۃ** کفر ملت واحدہ ہے، کفر اگر برطانیہ کا ہو کفر ہے، امریکہ کا ہو کفر ہے، ہندوستان کا ہو کفر ہے۔یہ مت سمجھنا کہ امریکا کا کفر اور ہے، نہیں بلکہ کفر ایک ملت ہے۔یہ تمام باطل قوتیں اسلام اور مسلمانوں کی دشمن ہیں۔

غور کیجئے کہ سب سے پہلے 1897ء میں امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلی علیہ الرحمہ نے دوقومی نظریہ پیش کیا۔جبکہ 1921ء کے اجلاس میں مسلم لیگ نے دوقومی نظریہ پیش کیا۔کہاں 1897ء اور کہاں 1921ء کا اجلاس۔

☆ علماء ان پالیٹکس صفحہ نمبر 12 پر ڈاکٹر اشتیاق قریشی لکھتے ہیں کہ تحریک آزادی کے دوران مولانا محمد علی جوہر، امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلی علیہ الرحمہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہمارا ساتھ دیں۔

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے فرمایا۔مولانا! آپ کی اور ہماری سیاست میں فرق ہے؟ آپ ہندو اور مسلمان کی آزادی کی بات کرتے ہیں جبکہ ہم صرف مسلمانوں کے لئے الگ مملکت کی بات کرتے ہیں۔امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے مولانا محمد علی جوہر کو بہت

سمجھایا۔ بالآخر یہ بات ان کی سمجھ میں آ گئی کہ ہمیں انگریزوں کے ساتھ ساتھ ہندوؤں سے بھی جان چھڑانی ہوگی۔ اب امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے اپنی جیب سے پچاس روپے نکال کر مولانا محمد علی جوہر کو دیئے اور کہا کہ میری طرف سے یہ حصہ اپنی تحریک میں شامل کرلو۔

اس کے بعد مسلمانوں کی متحدہ مسلم لیگ بنی اور اس کے قائد بغیر کسی اختلاف کے محمد علی جناح قرار پائے۔ اس پاک سرزمین کو حاصل کرنے کے لئے بھرپور تحریک چلی۔

پاکستان (ایک الگ ملک بنانے کا مقصد)

ہم یہ چاہتے تھے کہ ایسی مملکت بنے کہ جس میں مسلمان اپنے عقیدے کے مطابق حکومت بنائیں۔ سیاسی نظام تشکیل دیں، اسلامی حکومت ہو، ہماری نسلیں تباہی سے بچ جائیں۔

اس پاک سرزمین کو حاصل کرنے کے لئے بھرپور تحریک چلی۔ اس تحریک کو کامیاب بنانے میں سنی مشائخ وعلماء کا بڑا اہم کردار تھا۔

شہر شہر سنی کانفرنسیں ہونے لگیں۔

☆ سنی کانفرنس 1935ء میں بدایوں میں ہوئی (صدارت: امیر ملت پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمہ)

☆ اس کے بعد کچھوچھہ ایک مقام ہے، وہاں ہوئی (صدارت: محدث اعظم ہند مولانا سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ)

☆ 1946ء میں اجمیر شریف میں ہوئی۔ (صدارت: حضرت سید آل رسول دیوان علیہ الرحمہ)

☆ 1946ء میں مئی میں ہوئی۔

☆12/13 اکتوبر 1946ء میں عیدگاہ بندر روڈ کراچی میں ہوئی۔ (صدارت: علامہ غلام رسول قادری علیہ الرحمہ)

تحریک پاکستان میں کن علماء نے حصہ لیا

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان علیہ الرحمہ، صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ، شاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ، امیر ملت پیر جماعت علی شاہ علیہ الرحمہ، علامہ عبدالحامد بدایونی، محدث اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی 'علامہ ابو البرکات، علامہ ابوالحسنات، خواجہ قمرالدین سیالوی، پیر صاحب بھر چونڈی شریف، علامہ شائستہ گل، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ، علامہ عبدالسلام جبل پوری، برہان الحق جبل پوری، پیر صاحب مانکی شریف، پیر صاحب زکوری شریف' مفتی تقدس علی خان اور علامہ الازہری رحمہم اللہ۔

☆امیر ملت پیر جماعت علی شاہ

فتنہ ارتداد، شدھی تحریک، تحریک ہجرت، تحریک آزادی کشمیر، تحریک علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، انجمن حیات اسلام لاہور، برصغیر کی تمام تحریکوں میں مجاہدانہ اور قائدانہ کردار ادا کیا۔

تحریک پاکستان میں آپ کا کردار تاریخ کا ایک سنہری باب ہے۔ 1936ء میں جب جناح صاحب نے مسلم لیگ کی تنظیم نو کا بیڑا اٹھایا تو سب سے پہلے امیر ملت ہی نے اپنے مکمل اور بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ آپ اس وقت حیدرآباد دکن میں مقیم تھے۔ وہاں سے جناح صاحب کے نام ایک ہمدردانہ و ہمت افزاء پرخلوص خط مع تبرکات بمبئی کے پتے پر ارسال کرتے ہوئے فرمایا کہ قوم نے مجھے امیر ملت مقرر کیا ہے اور پاکستان کے لئے جو

کوششیں آپ کر رہے ہیں، وہ میرا کام تھا لیکن میں سو سال کے قریب عمر کا ضعیف و ناتواں ہوں۔ یہ بوجھ آپ پر آن پڑا ہے۔ میں آپ کی مدد کرنا فرض تصور کرتا ہوں۔ میں اور میرے متوسلین آپ کے معاون و مددگار رہیں گے۔ آپ مطمئن رہیں۔ اس کے بعد امیر ملت نے اپنے تبلیغی اور روحانی دوروں کے دوران پشاور سے راس کماری تک مسلم لیگ کا پیغام گھر گھر پہنچایا۔

☆ امیر ملت نے جناح صاحب کو تسبیح، جاء نماز اور قرآن مجید تحفہ میں بھیجا۔ جواب میں جناح صاحب نے لکھا کہ پیر صاحب! تحفہ بھیجنے کا بہت بہت شکریہ۔ میں سمجھ گیا کہ جاء نماز آپ نے اس لئے بھیجی ہے کہ میں اس پر پنجگانہ نماز پڑھوں، تسبیح آپ نے اس لئے بھیجی ہے کہ میں اس سے درود پڑھتا رہوں اور قرآن اس لئے بھیجا ہے کہ پاکستان بننے کے بعد اس میں قرآن مجید کا نظام ہوگا۔

☆ اواخر جون 1945ء میں امیر ملت نے تحریک پاکستان کی حمایت میں ایک زبردست بیان جاری فرمایا۔ جس کا عنوان ''تحریک پاکستان اور صوفیاء کرام'' تھا۔ اس بیان کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ جناح ہمارا بہترین وکیل ہے اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے لہذا سب مسلمان قیام پاکستان کی جدوجہد میں شریک ہوں۔

☆ 14 اگست 1947ء کو جب آزادی کی صبح طلوع ہوئی تو امیر ملت نے جناح اور دوسرے زعماء کو مبارکباد کے تار بھیجے اور لکھا کہ ملک گیری آسان ہے، ملک داری مشکل ہے۔

☆ علامہ عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ (سفیر اسلام)

23 مارچ 1940ء کو لاہور منٹو پارک میں مسلم لیگ کا تاریخ ساز اجلاس منعقد ہوا جس میں علامہ عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ نے سنی کانفرنس کے مشائخ وعلماء کے ہمراہ شرکت

کی اور تقریر بھی کی۔

☆ 1945ء میں قائد اور امیر حیدر آباد دکن میر عثمان علی خان کے درمیان اختلافات شدید ہو گئے تو شہید ملت لیاقت علی خان نے علامہ عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ کو صلح کروانے کے لئے بھیجا۔

☆ قیام پاکستان کے بعد جشن میلاد کی سرکاری تعطیل کا نوٹیفکیشن آپ ہی کی کوششوں سے جاری ہوا۔

☆ پہلی کابینہ میں ظفر اللہ خان قادیانی کو وزیر خارجہ بنایا گیا تو علامہ نے 1948ء میں شاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کی قیادت میں قائداعظم سے ملاقات کی اور پاکستان کا دستور کتاب و سنت کی روشنی میں تیار کرنے کے لئے وزارت مذہبی امور قائم کرنے کی یادداشت پیش کی۔

☆ 8 جون 1946ء کو سنی کانفرنس اجمیر شریف میں محدث اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ کا صدارتی خطبہ

اے سنی بھائیو! اے مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کے لشکریو! اے خواجہ کے مستو! اب تم کیوں سوچو کہ سوچنے والے مہربان آگئے اور تم کیوں رکو کہ چلانے والی طاقت آگئی۔ اب بحث کی لعنت چھوڑو، اب غفلت کے جرم سے باز آجاؤ، آؤ اٹھ پڑو، کھڑے ہو جاؤ۔ چلے چلو، ایک منٹ بھی نہ رکو، پاکستان بنالو تو جا کر دم لو کہ یہ کام اے سنیو! سن لو کہ صرف تمہارا ہے۔ (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور، اگست 1997ء)

☆علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری علیہ الرحمہ

تحریک پاکستان میں آپ کی گراں قدر خدمات تاریخ کا ایک حصہ ہے جن کا اپنے اور پرائے سب ہی اعتراف کرتے ہیں۔ تحریک پاکستان کی حمایت ونصرت کا مرحلہ آیا تو آپ نے دوقومی نظریہ اور قرارداد پاکستان کی حمایت کی۔ 1946ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں بھرپور حصہ لیا اور پاکستان کی حمایت میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے تاریخی فتوے پر دستخط ثبت فرمائے۔

☆قادیانیوں کی تحریک پاکستان کی مخالفت

مسلمانوں اور مسلم لیگ کی جانب سے جب یہ نعرہ لگ رہا تھا کہ ''بٹ کے رہے گا ہندوستان، لے کے رہیں گے پاکستان''

اس وقت 15 اپریل 1947ء کو قادیانیوں کے ترجمان ''الفضل'' نے اپنا موقف دہرایا۔ بہرحال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیروشکر ہو کر رہیں۔

قادیانیوں کی جانب سے بھرپور مخالفت کے باوجود جب تقسیم ہند ناگزیر ہوگئی اور پاکستان کا قیام ممکن نظر آنے لگا تو قادیانیوں نے پاکستان کی جغرافیائی صورت کو نقصان پہنچانے کی بھیانک کوشش کی اور گورداسپور پاکستان کے ہاتھ سے نکل گیا اور بھات کو کشمیر تک پہنچنے کا آسان راستہ میسر آ گیا۔

الغرض کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ملک پاکستان ہمیں رمضان کی ستائیسویں شب یعنی شب قدر کو عطا فرمایا۔ اس ملک کو حاصل کرنے کے لئے علماء اہلسنت سمیت بیس لاکھ مسلمانوں نے قربانیاں دیں۔ مگر افسوس جس وطن کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا، اس ملک میں ایک

سیکنڈ کے لئے بھی اسلامی نظام نافذ نہیں کیا گیا۔اس ملک میں اسلام کا مذاق اڑایا گیا۔ تقریباً حکمرانوں نے اس ملک کو لوٹا، اس ملک میں رہ کر اس ملک سے مال اور شہرت حاصل کر کے حکمرانوں نے اس ملک کو پوری دنیا میں بدنام کیا۔ باہر بیٹھ کر اس ملک کے خلاف بیان دیئے جاتے ہیں، اس ملک میں قوم پرستی کی بنیاد رکھی گئی۔ مہاجروں اور پنجابیوں کو لڑایا گیا۔ سندھیوں کے دلوں میں مہاجروں اور مہاجروں کے دلوں میں سندھیوں کا تعصب ڈالا گیا، پنجابیوں کو مہاجروں کے خلاف اکسایا گیا، بلوچوں کو ان کے حق سے محروم رکھا گیا۔ قبائلیوں کو پاکستان کا دشمن سمجھا جانے لگا۔ اسی ملک میں جناح صاحب کے مزار کے باہر پاکستان کا پرچم جلایا گیا۔ اسی ملک میں "پاکستان مردہ باد" کے نعرے لگے۔ ان تمام سیاہ کارناموں سے شہداء کی روح تڑپ گئی ہوگی۔

☆ یہ سب صورتحال دیکھ کر ہم یہ کہہ دیتے ہیں کہ پاکستان بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ ہم ہندوستان میں ہی اچھے تھے۔ اس ملک نے ہمیں کیا دیا؟ اس ملک سے کب ہماری جان چھوٹے گی؟

یہ الفاظ بظاہر زبان پر بہت ہلکے ہیں مگر یہ نہیں سوچتے کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں۔ آج ہم پاکستان میں مکمل آزادی کے ساتھ زندگی گزار رہے ہیں۔ کسی ہندو، کسی عیسائی اور کسی یہودی سے یہ خطرہ نہیں کہ وہ رات کو آ کر ہمیں خود اپنے گھر میں محصور کر کے جلادے گا یا گھر میں گھس کر ہماری عورتوں کی عزت کو پامال کرے گا۔

آزادی کی قدر کشمیر کے مظلوم مسلمانوں سے پوچھیئے جس کے ہر گھر کی خاتون نے ایک بھائی، ایک باپ اور ایک شوہر کی قربانی پیش کی ہے اور اب تک بھارتی مظالم سے شہید ہونے والے مرد و خواتین کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ آزادی کی قدر فلسطین کے مظلوم مسلمانوں سے پوچھیئے جن کے مکانات پر جب چاہے اسرائیل بمباری کر کے مٹی کا ڈھیر بنا دیتا ہے اور گھر والے شہید ہو جاتے ہیں۔ آزادی کی قدر گجرات واحمد آباد کے

مسلمانوں سے پوچھئے جن کے گھر والوں کو زندہ جلا دیا گیا اور املاک کو بھی آگ لگادی گئی۔ آزادی کی قدر بوسنیا، برما اور افغانستان کے مسلمانوں سے پوچھئے جن کی خواتین کی عزتیں پامال کی گئیں اور خوب قتل عام کیا گیا۔

ہائے افسوس کہ ہم کتنی آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں اس ملک نے کیا دیا؟ کبھی ہم اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ ہم نے اس ملک کو کیا دیا...... پاکستان نے ہمیں پہچان دی، عزت دی، نام دیا، آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کا قرینہ دیا، مگر ہم نے پاکستان کو کیا دیا؟

آج الحمدللہ یہی واحد اسلامی ملک ہے جو ایٹمی طاقت ہے جسے لوگ اسلام کا قلعہ کہتے ہیں۔ دنیا میں کہیں بھی ظلم ہو تو پاکستان کی عوام آواز اٹھاتی ہے۔ عالم یہودیت کو یہ ملک ایک آنکھ نہیں بھاتا، ہمیں متحد ہو کر اس ملک کو مضبوط کرنا ہوگا۔

اور اگر ہم نے اپنی غلط روش نہ بدلی تو یہ ملک یہ نعمت ہم سے چھینی جا سکتی ہے۔ قبلۂ اول بیت المقدس جیسی نعمت جب رخصت ہو سکتی ہے تو پھر پاکستان کیا ہے؟ خدارا ہمیں اپنے آپ کو بدلنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اس ملک کی حفاظت فرمائے اور ہم سب کو اس کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ ہو جائے۔

آمین ثم آمین